© rasailojaraid.com

کوہ قاف کے اُس پار

مؤلف : سیّد علی اکبر رضوی

ناشر : جاوداں پبلشرز، ۲۸-ایچ، رضویہ سوسائٹی - کراچی

سالِ اشاعت : ۱۹۹۳ء

صفحات : ۱۳۷

قیمت : ایک سو پچاس روپے

کوہ قاف کے اُس پار"، علمی و ادبی ذوق رکھنے والے تجارت پیشہ جناب سیّد علی اکبر رضوی کے پندرہ روزہ (۲۶ ستمبر تا ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء) سفرِ ازبکستان کی روداد ہے۔ جناب رضوی کو اپنے کاروبار کے سلسلے میں مشرق و مغرب کے متعدّد ملکوں کی سیر و سیاحت کا موقع ملا مگر کسی ملک کے بارے میں اُن کے سفری مشاہدات و تاثرات منصہ شہود پر نہ آسکے۔ ازبکستان سے شاید اُن کے جذباتی تعلق کا نتیجہ ہے کہ سفر کے چند ماہ بعد اُن کا سفر نامہ چھپ کر سامنے آگیا۔ اِس سفر نامے میں جنابِ رضوی نے اپنے عقائد و نظریات کے برملا اظہار کے ساتھ ازبکوں کی عادات و اطوار اور رہن سہن پر دلچسپ معلومات مہیا کی ہیں۔ مثال کے طور پر اُنھوں نے لکھا ہے کہ "ازبکستان میں مٹھائی قسم کی کوئی چیز نہیں ہوتی، شاید اس لیے کہ لوگ بہت میٹھے ہیں۔" (ص ۸۷) پاکستان اور ازبکستان کے وقت میں کوئی فرق نہیں یعنی جس وقت پاکستان میں دن کے دو بجے ہوں گے، ازبکستان میں بھی یہی وقت ہوگا مگر "ازبکستان کے اندر ہوائی سفر کریں تو پاکستان اور ازبکستان کے وقت میں دو گھنٹے کا فرق ہوتا ہے --- یعنی اندرون ملک ہوائی سفر کے لیے ماسکو وقت پر کام ہوتا ہے۔" (ص ۷۵)

جنابِ رضوی کے بیان کردہ واقعات و تاثرات اپنی جگہ دلچسپ ہیں مگر اُنھوں نے ازبکستان کی تجارتی اور صنعتی فضا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، نسبتاً زیادہ اہم ہے۔ اُن کے تجارتی تجربے کے پیشِ نظر اُن کی آراء محض سیر و تفریح کرنے والے کسی شخص کے تاثرات نہیں۔ تاشقند میں اُنھوں نے ایک وولن ملز کا دورہ کیا۔ اُنھیں بتایا گیا کہ یہاں پچاس ہزار ٹن سالانہ اُون حاصل ہوتی ہے مگر ازبکستان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں اُون دھونے کا کوئی کارخانہ نہیں۔ مشین کے ذریعے اُون سے مٹی نکال کر ماسکو بھیج دی جاتی ہے۔ اِس طرح ازبکستان میں وافر مقدار میں کپاس پیدا ہونے کے باوجود سوتی کپڑے کا کوئی کارخانہ نہیں۔ یہ سب کچھ سابق سوویت یونین کے مرکزیت زدہ نظامِ معیشت و سیاست کا نتیجہ ہے لیکن "اب وہ لوگ اِس میں تبدیلی کے خواہش مند ہیں۔" (ص ۴۷)

بخارا کی شہرت علم و ادب کے مرکز اور "بخارا خانیت" کے دارالحکومت کی وجہ سے ہے مگر آج کا بخارا ایک صنعتی مرکز ہے۔ کبھی بخارا کے قالین دُنیا بھر میں معروف تھے اور "بُخارا ڈیزائن" تو اب بھی معروف و مقبول ہیں مگر اِن دنوں بخارا میں جو قالین تیار ہو رہے ہیں۔ "وہ کسی کام کے نہیں اور بالکل معمولی کوالٹی کے "ہیں۔ (ص ۸۱) اِس کا سبب کاریگروں کی ناقص کارکردگی نہیں بلکہ اُنہیں اچھا خام مال ہی دستیاب نہیں۔

"کوہ قاف کے اُس پار" میں ایک سیاح اور سیر و سفر کے شوقین کے لیے اِس طرح کی معلومات بھی موجود ہیں کہ اُسے سفرِ ازبکستان میں کیا کچھ ساتھ لے جانا چاہیے اور وہاں اُسے کن مشکلات سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے؟

زیرِ نظر کتاب جناب رضوی کی اوّلین کاوش ہے، اِس لحاظ سے اِس میں مبتدیانہ کوتاہیاں بھی موجود ہیں۔ کتابت کی اغلاط کچھ زیادہ ہیں اور جب اغلاط اشعار میں در آتی ہیں تو بہت کھٹکتی ہیں۔ جنابِ رضوی سے یہ توقع بے جا نہیں کہ اُن کی آئندہ کاوشوں میں پروف ریڈنگ پر بالخصوص توجہ دی جائے گی۔ وسطی ایشیا پر چھپنے والی کئی تحریروں میں سمرقند کو "ثمرقند" لکھا گیا ہے اور زیرِ نظر کتاب میں بھی جگہ جگہ "ثمرقند" درج ملتا ہے جو درست نہیں۔ سفر نامہ مؤلف، اُن کے ہم سفر ساتھیوں اور تاشقند، سمرقند اور بخارا کے تاریخی آثار کی ۱۴ تصاویر سے مزین ہے۔ (ادارہ)

Central Asia Brief

ناشر	:	اسلامک فاؤنڈیشن، رتبی لین، مارک فیلڈ، لیسٹر شائر (برطانیہ)
سالانہ زرِ تعاون	:	افراد کے لیے ۱۸ پونڈ سٹرلنگ
		اداروں کے لیے ۲۵ پونڈ سٹرلنگ
صفحات	:	۱۲

جریدہ "سنٹرل ایشیا بریف" کا نام ہمارے قارئین کے لیے نیا نہیں، اسلامک فاؤنڈیشن کی

© rasailojaraid.com